باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(الف) قانون کی پاسداری

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- قانون کی پاسداری کا مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔
- عصرِ حاضر میں قانون کی حکمرانی کو سمجھتے ہوئے اس کی پاسداری کا عہدِ رسالت وخلفائے راشدین سے موازنہ کر سکیں۔
- قوانین پر عمل پیرا ہونے کے فوائد وثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- زندگی کے معاملات میں قانون کی پاسداری کر کے معاشرتی فلاح وبہبود اور امنِ عامہ کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاشرے کے کمزور طبقات کو ایک باعزت مقام دلوانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

قانون کی پاسداری سے مراد کسی بھی ضابطۂ حیات یا ضابطۂ اخلاق پر عمل درآمد کرنا اور ہر حوالے سے اس ضابطہ کار کے مطابق اپنے اندازِ حیات کو استوار کرنا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی فلاح وبہبود اور خوش حالی کا دارومدار دو پہلوؤں پر ہوتا ہے، ایک یہ کہ اس معاشرے کا قانون کس قدر پائیدار ہے کیا وہ اپنی شہریوں کی تمام تر ضروریات کا احاطہ کرتا ہے کیا وہ ہر طبقہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس معاشرے کے افراد اس قانون پر کس قدر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس معاشرے میں بھی قانون کی حکمرانی ہوئی وہاں امن وسکون اور معاشرتی فلاح وبہبود کا دور دورہ رہا۔ جہاں قوانین کی پاسداری ہوئی وہاں لوگوں کو مکمل عدل و انصاف فراہم رہا۔ آج بھی دنیا میں جن علاقوں میں قانون کی حکمرانی ہے وہاں سب کے حقوق محفوظ ہیں، وہاں کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرتا کوئی کسی کے حقوق پر ڈاکا نہیں ڈالتا، وہاں امیر، غریب، تاجر، مزدور، حاکم، ملازم سب اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروفِ عمل ہیں اور بغیر کسی خوف وخطر کے زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اس کے برعکس جہاں کہیں قانون کی حکمرانی نہیں ہے وہاں لوگ اپنی مرضی سے قانون کو استعمال کرتے ہیں وہاں رشوت، بدعنوانی، ہیرا پھیری، ذخیرہ اندوزی، قتل وغارت اور بے راہ روی جیسی معاشرتی برائیاں لوگوں کا مقدر بنی ہوئی ہیں۔

اسلام قانون کی پاسداری کو لازم قرار دیتا ہے۔ قرآنِ مجید میں جا بجا اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اطاعت کا حکم جہاں نبی کریم ﷺ کی اطاعت بحیثیت نبی اور رسول کے لازم آتا ہے وہاں بحیثیت حاکم بھی آپ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ﷺ کی اطاعت کو شامل ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت ریاستی قانون کا سرچشمہ نبی کریم ﷺ کی ذات تھی۔ اس کے ساتھ مزید قرآن مجید میں تاکیداً ارشاد فرمایا گیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

(سُوْرَةُ النِّسَآء: 59)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔“

اس مقدس آیت میں ”اُولِي الْاَمْرِ“ سے مراد حاکمِ وقت، صاحبِ اختیار افراد ہیں یعنی جو ملک و قوم کی قیادت کرتے ہیں جو آئین و قوانین وضع کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اطاعتِ امیر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر تم پر ناک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ کے مطابق تمھاری قیادت کرے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (صحیح مسلم: ۳۱۳۸) اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر امیر اور قانون کی حکمرانی کی طرف اشارہ فرمایا کہ خواہ امیر کوئی غلام ہی کیوں نہ ہو اور وہ کتاب اللہ کے مطابق قیادت کرے یعنی وہ خود بھی قانون کا پابند ہو اور تمھیں بھی قانون کا پابند کرے تو اس کی اطاعت کی جائے۔ اسی طرح کے مضمون کے ساتھ ایک اور حدیث مبارک موجود ہے کہ جس میں فرمایا گیا کہ جب تک حاکم کتاب اللہ کے مطابق قیادت کرتا رہے اس کی اطاعت کرتے رہو (جامع ترمذی: ۱۷۰۶) قانون کی حکمرانی میں سب امیر و غریب، حاکم و محکوم سب برابر ہیں۔

اسلام میں قانون کی پاسداری کی تاکید اس واقعہ سے بھی آشکار ہوتی ہے، ایک دفعہ ایک فاطمہ نامی عورت کے چوری کرنے پر آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کی سزا جاری کی تو آپ ﷺ کو سزا معافی کی سفارش کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ امیر کو تو سزا سے بری کر دیتے مگر غریب پر سزا جاری کر دیتے تھے۔ (سنن نسائی: 4901) اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی نظام کی بربادی کی بڑی وجہ ظلم و زیادتی کا نظام ہے کہ جس میں قانون کی پاسداری نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ صاحبِ اختیار و اقتدار ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے لیے الگ سے مسند کی خواہش نہ رکھتے تھے اور نہ بادشاہوں جیسا لباس اور ٹھاٹ باٹ کو پسند فرمایا کرتے تھے بلکہ عاجزی و انکساری اور سادگی کی روش کو اختیار فرماتے تھے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر عمل پیرا تھے، کبھی خود کو قانون سے بالاتر نہیں سمجھا اور نہ ایسا کوئی عمل کیا کہ جس سے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ خلیفہ یا امیر قانون سے بالاتر ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پہلے خطبۂ خلافت میں ہی واضح فرما دیا تھا کہ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں میری اطاعت تم پر لازم ہے یعنی ایک قانون اور ضابطے کی پابندی سے متعلق خلیفہ خود اپنے

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

آپ کو واضح فرما رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں عدل کے ایسے داعی تھے کہ آج تک عدل میں ایک مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھرے مجمعے میں اگر کوئی قمیص کے کپڑے کا حساب مانگتا تو حساب دینے کے لیے تیار ہو جاتے، غلام کے ساتھ شام کا سفر کرتے ہیں تو اپنی باری پر سواری پر سوار ہوتے اور پیدل چلتے، خود کو قاضی کے سامنے پیش کر دیا اور قاضی کے احتراماً کھڑے ہونے پر اس کو ناپسند کیا کہ انصاف کی راہ میں پہلی ناانصافی ملزم کے احترام میں کھڑا ہونا ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قانون کی پاسداری کی واضح مثالیں ہیں جو آج تک قابلِ عمل و قابلِ ستائش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں یہی اسلام کا سنہری دور تھا جب اسلامی ریاست کی سرحدیں افریقہ و ایشیا اور یورپ تک پھیل گئی تھیں اور اتنی بڑی ریاست کا حاکم محافظوں کے بغیر سکون سے زمین پر آرام کرتا تھا۔ جب معاشرے میں قانون کی پاسداری ہو تو معاشرہ عدل و انصاف اور امنِ عامہ کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

قوانین کی پاسداری اس بات کی ضمانت فراہم کرتی ہے کہ معاشرے کے ہر رکن کو اس کے حقوق بغیر کسی تعطل کے میسر ہیں اور سب اپنے اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ قانون کی پاسداری سے معاشرے میں امن و سکون، معاشرتی فلاح و بہبود اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہوتا ہے۔ معاشی اعتبار سے معاشرے میں خوش حالی ہوتی ہے۔ لوگوں میں احساسِ ذمہ داری کے جذبے سے اخلاقی اقدار کو فروغ ملتا ہے، رذائل یعنی بری اور ناپسندیدہ باتوں اور کاموں کا قلع قمع ہوتا ہے۔ معاشرہ ایک فلاحی ریاست اور امن و آشتی کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔

بحیثیت پاکستانی ہمیں پاکستان کی خوش حالی و ترقی کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ اس کردار کی عملی تصویر اس کے قوانین کی پاسداری کرنا ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود اور امن عامہ کے لیے ہمیں واجب الادا تمام محصولات (Taxes) کی ادائیگی، ٹریفک قوانین کی پابندی، سرکاری تنصیبات کی حفاظت، عوامی مقامات کی صفائی ستھرائی، اپنے گلی محلے کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا، اپنے کمزور اور نادار ہم وطنوں کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کرنا، جذبہ حب الوطنی کے تحت اپنے ملک و ملت کی بھرپور خدمت کرنا، یہ ایسے سنہری اصول ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم بحیثیت پاکستانی ایک اعلیٰ اخلاق کی حامل قوم بن کر دنیا کے سامنے آئیں تاکہ پوری دنیا میں ہمارے ملک کا نام روشن ہو اور ہم ترقی و خوش حالی کی منزل کی طرف گامزن ہوں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حقوق و فرائض کا توازن قائم رہتا ہے:

(الف) ایثار و قربانی سے (ب) صبر و تحمل سے (ج) عدل و انصاف سے (د) باہمی ہمدردی سے

(ii) معاشرتی امن و سکون اور فلاح و بہبود کی ضامن ہے:

(الف) قانون کی حکمرانی (ب) عوام کی معاشی ترقی (ج) مذہبی آزادی (د) گردشِ دولت

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کے مطابق بنی اسرائیل کے تباہ ہونے کی وجہ تھی:

(الف) قانون کی خلاف ورزی (ب) فضول خرچی (ج) ملاوٹ (د) رشوت خوری

(iv) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی ذات کو پیش کیا:

(الف) احتساب کے لیے (ب) امامت کے لیے (ج) خدمتِ خلق کے لیے (د) مہمان نوازی کے لیے

(v) قانون کی پاسداری سے معاشرے میں دور دورہ ہوتا ہے:

(الف) فیاضی و سخاوت کا (ب) عدل و انصاف کا (ج) شرم و حیا کا (د) علوم و فنون کا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قانون کے احترام کی اہمیت مختصراً تحریر کریں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے معاشرتی بربادی کی بڑی وجہ کس کو قرار دیا ہے؟

(iii) قانون کی پاسداری کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تحریر کریں۔

(iv) قانون کی حکمرانی کیوں کر معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہے؟

(v) معاشرتی فلاح و بہبود اور امن عامہ کے لیے ہمیں کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قانون کی پاسداری کے فوائد تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- ہم قانون کی پاسداری کیسے کر سکتے ہیں، طلبہ ہم جماعتوں کے سامنے اظہارِ خیال کریں۔
- اسلامی معاشرے میں قوانین کی پابندی پر تقریری مقابلہ کروائیں۔
- قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور قانون شکنی کے نقصانات پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) نظامِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- فلاح و ترقی کے اسلامی تصور اور نشاۃ ثانیہ کا مفہوم جان سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی میں مادی وسائل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنے کی اہمیت سمجھ سکیں۔
- اپنے سنہری اور قابلِ فخر ماضی کی ایجادات کو قابلِ تقلید جان کر اُمتِ مسلمہ کے موجودہ مسائل کا ادراک کر سکیں۔
- اُمتِ مسلمہ کی ترقی کے لیے سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت اور خود انحصاری کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
- دورِ جدید کی ضروریات کے مطابق مسلمانوں کی معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔
- ماضی کی عظیم اسلامی ہستیوں کو سنہرے نمونے کے طور پر جان کر ان پر بلاوجہ تنقید نہ کرنے اور ان پر فخر کرنے والے بن سکیں۔
- فلاح و ترقی کے اسلامی تصور کو اپنا کر دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

اسلام دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ قرآنِ مجید میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 201)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔

نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے مراد یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والے ایک بار پھر اسلام کے پرچم تلے متحد ہو کر اسلام کے غلبے کی کوشش کریں۔ نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ ساری انسانیت کی ضرورت ہے، کیوں کہ اسلام میں فلاح و ترقی کا تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کا حق بھی ادا کیا جائے۔

نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ہمیں درج ذیل اقدامات اٹھانے ہوں گے:

منصوبہ بندی

منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

مستقبل کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل اور نعمتوں کو ضائع نہ کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ (سُوْرَةُ الْاَنْعَام:141)
ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کرو۔

مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکّل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (سُوْرَةُ الْاَنْفَال:60)
ترجمہ: "اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیار رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔"

قرآنِ مجید کے مطابق حضرت یوسف علیہ السّلام نے مصر کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسروں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔
منصوبہ بندی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مبارک سنت ہے۔ غزوۂ خندق میں جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اہلِ مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ اس موقع پر ایک خندق کھودی گئی اور اس طرح اہلِ مدینہ مشرکین کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی ہے۔

خود انحصاری

خود انحصاری کا معنیٰ ہے: انسان خود محنت اور کوشش کرے اور دوسروں کے سہارے پر نہ رہے۔ قرآنِ مجید میں ہمیں، خود انحصاری، محنت و کوشش اور جدوجہد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿39﴾ (سُوْرَةُ النَّجْم:39)
ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔"

قرآن مجید میں ایک جگہ محنت کرنے اور کوشش کر کے اپنی حالت کو تبدیل کرنے کی ضرورت پر ان الفاظ میں زور دیا گیا ہے:

ترجمہ: "یقین جانو کہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی نہ لے آئے"۔ (سورۃ الرعد:11)

دینِ اسلام نے محنت سے کام کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اس حال میں رات گزاری کہ سارے دن کی محنت اور کام کاج کی وجہ سے وہ بری طرح تھک گیا تھا تو وہ رات اس کے لیے مغفرت کی رات ہوگی"۔
(کنز العمال:9215)

محنت کر کے روزی کمانا انبیائے کرام علیہم السّلام کی سنت ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام نے مختلف کام کیے اور اپنے عمل

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سے یہ ثابت کیا کہ انسان کی عظمت اور بڑائی اس بات میں نہیں کہ وہ دوسروں سے خدمت لیتا رہے، اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں توہین سمجھے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو محنت اور کوشش کرتے ہیں، ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والے، سست، کام چور اور کاہل لوگوں کی حالت کبھی نہیں سدھر سکتی جیسے کہا جاتا ہے: "ہمت مرداں، مدد خدا" جو ہمت و کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی مدد فرماتا ہے۔

علمی ترقی

اسلامی معاشرے کے لیے صحیح نظامِ تعلیم وہ ہو سکتا ہے جس میں روحانی علوم کے ساتھ مادّی علوم پڑھنے اور پڑھانے کا بھی پورا انتظام ہو۔ چناں چہ جو نظامِ تعلیم محض روحانی یا مادی علوم پر مشتمل ہو، مکمل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم نہیں کہلا سکتا۔ مکمل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم وہ ہوگا جس میں انسانوں کی روحانی اور جسمانی ضرورت سے متعلق وہ تمام علوم و فنون پڑھائے جائیں، جو انسان کے لیے فائدہ مند ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے علمِ نافع یعنی فائدہ مند علم کے حصول کی دعا مانگی اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا (سُنَنَ اِبْنِ مَاجه: 925)

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔"

علمِ نافع ہر وہ علم ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ اس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ سائنس و ٹیکنالوجی، زبان دانی، معاشرت اور معیشت کا علم بھی شامل ہے۔

قرآنِ مجید میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور و فکر اور نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ معروف حکیم و طبیب ابن سینا کی "القانون"، جاحظ کی "کتاب الحیوان" اور ابوالقاسم الزہراوی کی علم جراحت پر مشہور کتاب "التصریف لمن عجز عن التالیف"، سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں نصابی کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ عمر خیام نے شمسی نظامِ تقویم مرتب کیا۔ سورج اور چاند کی گردش، سورج گرہن اور بہت سے سیاروں کے بارے میں غیر معمولی سائنسی معلومات ابو ریحان البیرونی جیسے نامور سیاح اور مسلمان سائنس دان نے فراہم کیں اور انھیں تحریری شکل دی۔ خوارزمی پہلے سائنس دان تھے جنھوں نے علمِ حساب اور الجبرا کو الگ الگ کیا اور الجبرا کو علمی اور منطقی انداز میں پیش کیا۔

محنت و کوشش، منصوبہ بندی اور سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت کو اختیار کرنے سے مسلمانوں کی قوت، شان و شوکت اور عظمت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مسلمان مل کر عالمی تجارت کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی سے قحط سے محفوظ ہوا:
(الف) مصر (ب) عراق (ج) حجاز (د) شام

(ii) انسان کا اپنے آپ کو مستقبل کے لیے تیار کرنا کہلاتا ہے:
(الف) خود انحصاری (ب) منصوبہ بندی (ج) احتساب (د) وصیت

(iii) ابنِ سینا کی مشہور کتاب کا نام ہے:
(الف) کتاب الحیوان (ب) القانون (ج) التصریف لم عجز عن التالیف (د) احیاء العلوم

(iv) مشہور مسلم سائنسدان خوارزمی کا کارنامہ ہے:
(الف) الجبرا اور حساب کو الگ کرنا (ب) آلات جراحی وضع کرنا
(ج) شمسی نظامِ تقویم مرتب کرنا (د) زمین کا قطر ماپنا

(v) غزوۂ خندق میں مدینہ منورہ والوں کے دشمن کے حملے سے محفوظ رہنے کی وجہ تھی:
(الف) منصوبہ بندی (ب) مالی قوت (ج) عسکری طاقت (د) جوشِ شہادت

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے کیا مراد ہے؟ (ii) خود انحصاری سے کیا مراد ہے؟

(iii) تعلیمی نظام میں بہتری کے لیے سیرتِ طیبہ سے ہمیں کیا راہ نمائی حاصل ہوتی ہے؟

(iv) اسلامی تعلیمات سے ہمیں محنت کی عظمت کا کیا درس ملتا ہے؟

(v) کوئی سے دو مسلم سائنس دانوں اور ان کی کتابوں کے نام تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔ نظامِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے حوالے سے مسلمانوں کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ گروپ کی صورت میں اسلامی نظام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں تحریر کریں اور ہر گروپ کا ایک نمائندہ جماعت کے سامنے پیش کرے۔
- مسلمانوں کے سنہری دور کی سائنسی، سماجی، علمی، اخلاقی، تعمیراتی اور دیگر میدانوں میں ترقی کی مثالیں تلاش کریں اور کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- "قوموں کا عروج و زوال علم ہی سے وابستہ ہے" کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) اسلاموفوبیا اور ہماری ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اسلاموفوبیا کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلاموفوبیا کی مختلف صورتوں کا تجزیہ کر سکیں۔
- "پیغامِ پاکستان" کی روشنی میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داریوں (امتیازی طرزِ عمل کے خلاف آواز اٹھانا، مقدسات کے احترام کو فروغ دینا اور مثبت اقدامات اور مکالمے کے ذریعے سے اسلام کی مثبت تصویر کو اجاگر کرنا وغیرہ) کا ادارک کر سکیں۔

- باہمی افہام و تفہیم اور احترام کو فروغ دے سکیں۔
- مختلف عقائد، ثقافتوں اور نظریات کے حامل لوگوں کے ساتھ تعمیری اور بامقصد مکالمے میں مشغول ہونے کے لیے تیار ہو سکیں۔
- عالمی میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی اور متعصبانہ پروپیگنڈا کا ادراک کر کے اس کو زائل کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے علمی و عملی سطح کے پر ہر ممکن کردار ادا کر سکیں۔

فوبیا (Phobia) کا لفظی معنی خوف یا ڈر ہے جب کہ مرادی معنی میں یہ کسی خاص چیز، صورتِ حال یا وجود کے بارے میں غیر معقول اور شدید خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ خوف عام طور پر حقیقی خطرے سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اس کا شکار شخص اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایکروفوبیا (بلندیوں کا خوف) والا شخص اونچی عمارتوں یا پہاڑوں وغیرہ پر چڑھنے سے گھبراتا ہے، اسی طرح کلاسٹرفوبیا (محصور ہونے کا خوف) والے افراد لفٹ یا چھوٹے کمرے میں رہنے سے گھبراتے ہیں۔

اسی سے اسلاموفوبیا کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اسلام اور مسلمانوں کے بارے بلاوجہ خوف زدہ ہونے اور غیر حقیقت پسندانہ خطرہ محسوس کرنے کو اسلاموفوبیا کہتے ہیں۔ اسلاموفوبیا اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں تعصب، عداوت اور منفی جذبات پر مبنی تحریک کا نام ہے جس کا مقصد مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور نظریات کے حوالے سے منفی جذبات پیدا کرنا ہے۔

اسلاموفوبیا کی اصطلاح عام طور پر مغربی معاشرے میں استعمال کی جاتی ہے۔ نائن الیون (9/11) کے واقعے کے بعد مغربی معاشرے میں اس اصطلاح کا استعمال بکثرت کیا جانے لگا۔ اسلام اور مسلمانوں کو خطرے اور دہشت گردی کی علامت کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ اسلام کے بارے میں یہ منفی پروپیگنڈا کیا گیا کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دینے والا دین ہے، اسلام دیگر ادیان کو ماننے والوں کے ساتھ میل جول کو برداشت نہیں کرتا، اسلام آزادیِ اظہارِ رائے کی مخالفت کرتا ہے اور یہ کہ اسلام بنیادی انسانی حقوق اور آزادیِ نسواں کی

Web version of PECTAA textbook Not for sale

نفی کرتا ہے۔اسی طرح اسلام کے تصوّرِ جہاد کو بھی غلط انداز میں پیش کیا گیا۔

اس منفی پروپیگنڈے کی وجہ سے مغربی معاشرے میں مسلمانوں کو امتیازی طرزِ عمل کا سامنا کرنا پڑا۔مسلمان خواتین کے حجاب چھینے گئے،مساجد پر حملے ہوئے،نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی ناموسِ مبارک پر حملے کیے گئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے تشخص کی غلط تصویر پیش کرنے کی کوششیں کی گئیں،قرآنِ مجید کی بے حرمتی کے متعدد واقعات رونما ہوئے اور اس نوعیت کے واقعات اب بھی وقتاً فوقتاً رونما ہو رہے ہیں۔

اسلاموفوبیا میں مبتلا افراد اسلامی مقدسات کی توہین کا زہر آلود اقدام کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کرب و الم میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حالاں کہ کسی بھی مذہب کی مقدسات کی توہین ایک عالمی جرم ہے،یہ جرم امن و امان اور بقائے باہمی کے اصول کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اسلاموفوبیا کو ایک عالمی مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے،یہی وجہ ہے کہ اقوامِ متحدہ میں پندرہ (15) مارچ کو اسلاموفوبیا کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔مسلمانوں سے نفرت کے خلاف عالمی دن منانے کا فیصلہ 2019ء میں نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی مسجد پر حملوں کے بعد اقوامِ متحدہ میں ایک قرارداد کی منظوری سے ہوا تھا۔ان حملوں میں اکاون (51) مسلمان شہید ہو گئے تھے۔15 مارچ 2024ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر پر قابو پانے کے لیے پاکستان کی جانب سے پیش کی جانے والی قرارداد منظور کی جس میں دنیا بھر کے ممالک سے کہا گیا کہ وہ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے متفقہ اقدامات کریں۔

مغربی میڈیا کے منفی کردار کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں اور ایک دوسرے کے بارے میں منفی خیالات کا اظہار اسلاموفوبیا کے اسباب میں شامل ہے۔اسلامی ممالک کی باہمی چپقلش اور مسلح کارروائیوں سے اس مغربی منفی پروپیگنڈے کو ہوا ملتی ہے کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دینے والا دین ہے۔ہمیں اس منفی پروپیگنڈے کے خاتمے اور اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں اپنے معاشرے میں اتفاق و اتحاد اور باہمی یکجہتی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

مسلمان معاشرے سے انفرادی مسلح کارروائیوں کے تدارک کے لیے ریاستِ پاکستان کی طرف سے 2018ء میں "پیغامِ پاکستان" کے عنوان سے ایک متفقہ بیانیہ جاری کیا گیا ہے جس کے ساتھ 1800 علمائے کرام کے دستخطوں سے ایک متفقہ فتویٰ بھی جاری کیا گیا ہے جس میں اسلام کے تصورِ جہاد کی وضاحت کی گئی ہے۔اس میں دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کی گئی ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کی درست تصویر پیش کی گئی ہے۔ہمیں اس بیانیے کی روشنی میں اسلام کے حقیقی نظریۂ جہاد، اتفاق و اتحاد اور اخوت و الفت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز کی بدولت اب ہر شخص کو اپنی رائے اور نظریہ دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی سہولت میسر ہے۔مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔اسلاموفوبیا کے حوالے سے پھیلائے

Web version of PECTAA textbook Not for sale

گئے منفی پروپیگنڈے کا تدارک کرنے کی کوشش کریں اور دنیا کے کسی بھی ملک میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنائے جانے پر بھرپور آواز اٹھائیں۔ نبی کریم ﷺ کی ناموسِ مبارک پر کیے جانے والے حملوں کے خلاف آواز بلند کریں اور آپ ﷺ کے بے مثل سیرت و کردار کو اقوامِ عالم تک پہنچائیں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی اخوت و محبت پر مبنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے سامنے اخلاقِ حسنہ کی عملی تصویر پیش کریں کہ کس طرح رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ "میثاقِ مدینہ" کی صورت میں امن وسلامتی کا معاہدہ کیا اور مدینہ منورہ کو ایک پُرامن ریاست بنا دیا۔

عصرِ حاضر کے مسلمان نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف مذاہب کے ماننے والے معاشروں میں باہمی احترام کو فروغ دیں اور مسلم معاشروں میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ دنیا میں رفاہی کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اسلاموفوبیا کے واقعات پر جذباتی ردِعمل دینے کے بجائے بصیرت سے کام لے کر قانونی و اخلاقی جنگ لڑنے کی کوشش کریں۔ سوشل میڈیا کے مؤثر فورمز پر مسلمانوں کے مثبت تشخص کو اجاگر کریں اور عالمی دنیا میں مسلمانوں کے بارے میں پھیلائے گئے منفی پروپیگنڈے کا ادراک کرتے ہوئے اس کو زائل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ اسلام کا حقیقی اور پُرامن چہرہ دنیا کے سامنے آسکے اور انسانیت اسلام کے سایۂ عاطفت میں پناہ لے سکے۔

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اقوامِ متحدہ میں اسلاموفوبیا ڈے قرار دیا گیا ہے:

(الف) 15 جنوری (ب) 15 فروری (ج) 15 مارچ (د) 15 اپریل

(ii) 15 مارچ 2024ء کو اقوامِ متحدہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف قرارداد پیش کی:

(الف) پاکستان نے (ب) ایران نے (ج) سعودی عرب نے (د) قطر نے

(iii) "پیغامِ پاکستان" کے نام سے دہشت گردی کے خلاف متفقہ فتویٰ شائع ہوا:

(الف) 2015ء میں (ب) 2016ء میں (ج) 2017ء میں (د) 2018ء میں

(iv) نبی کریم ﷺ کی رواداری کی روشن مثال ہے:

(الف) ہجرت مدینہ منورہ (ب) میثاقِ مدینہ (ج) مؤاخاتِ مدینہ (د) حلف الفضول

(v) مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم معاشروں میں تحفظ کریں۔

(الف) ذاتی حقوق کا (ب) خاندانی حقوق کا (ج) اقلیتوں کے حقوق کا (د) لسانی حقوق کا

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سوال نمبر2: مختصر جواب دیں:

(i) اسلاموفوبیا سے کیا مراد ہے؟

(ii) اسلاموفوبیا کی دو صورتیں تحریر کریں۔

(iii) دہشت گردی کی روک تھام کے لیے "پیغامِ پاکستان" کے کردار کا جائزہ لیں۔

(iv) اسلاموفوبیا کے شکار مغربی معاشرے میں مسلمانوں کو درپیش دو مسائل کا جائزہ لیں۔

(v) اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لیے دورِ حاضر کے مسلمان نوجوان کی دو ذمہ داریاں تحریر کریں۔

سوال نمبر3: تفصیلی جواب دیں:

- "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بحث کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر مقابلۂ مضمون نویسی منعقد کروایا جائے۔
- "پیغامِ پاکستان" کے تحت دیے گئے مشترکہ فتویٰ کو پڑھیں اور اس کے اہم نکات جماعت کے کمرے میں پیش کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت گیارہ کی تیاری کے لیے ہدایات

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

اسلامیات لازمی برائے گیارھویں جماعت کا سالانہ پرچہ 50 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو دو گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ تین اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تقسیم (Pairing Scheme) حسبِ ذیل ہے:

حصہ اول:	کثیر الانتخابی سوالات	(کل نمبر 10)
حصہ دوم:	مختصر سوالات	(کل نمبر 20)
حصہ سوم:	(i) ترجمہ احادیث مبارکہ	(کل نمبر 4)
	(ii) تفصیلی سوالات	(کل نمبر 16)

درج بالا تینوں حصوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

حصہ اول	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر (10)	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں۔ جس کی تقسیم حسبِ ذیل ہے: بابِ اوّل، باب چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم میں سے ایک ایک سوال، باب دوم میں سے تین اور باب سوم میں سے دو کثیر الانتخابی سوالات بنائے جائیں۔
حصہ دوم	سوال نمبر 2: مختصر سوالات (باب اول تا سوم)	کل نمبر (10)	اس حصے میں کل آٹھ (8) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے پانچ (5) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ اول، باب دوم اور باب سوم سے پوچھے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم دو سوال شامل کریں۔)
	سوال نمبر 3: مختصر سوالات (باب چہارم تا ہفتم)	کل نمبر (10)	اس حصے میں کل آٹھ (8) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے پانچ (5) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم سے پوچھے جائیں۔ (چاروں ابواب سے دو دو سوال شامل کریں۔)
حصہ سوم	سوال نمبر 4: احادیث کا ترجمہ	کل نمبر (4)	باب اوّل میں دی گئی منتخب احادیث میں سے چار احادیث پرچے میں دی جائیں، جن میں سے دو کا ترجمہ پوچھا جائے۔ ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے کل نمبر دو (2) ہیں۔ نوٹ: احادیث کا ترجمہ صرف باب اول میں دی گئی منتخب احادیث میں سے ہی پوچھا جائے، کتاب میں دوسرے مقامات پر دی گئی احادیث کا ترجمہ اس جگہ نہ پوچھا جائے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

	سوال نمبر5: تفصیلی سوالات	کل نمبر (4)	تفصیلی سوالات میں سے چار (4) سوالات دیے جائیں اور ان میں سے دو سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب آٹھ (8) نمبروں پر مشتمل ہوگا۔ ان چار (4) سوالوں کے لیے اجزا کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: (i) پہلا جز باب اوّل یا باب سوم سے لیا جائے۔۔ (ii) دوسرا جز باب دوم سے لیا جائے۔ (iii) تیسرا جز باب چہارم یا باب پنجم سے لیا جائے۔ (iv) چوتھا جز باب ششم یا باب ہفتم سے لیا جائے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت گیارہ

کل نمبر: 50 **وقت: 2 گھنٹے**

(حصہ اوّل)

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کیجیے: (10 کل نمبر)

(i) قرآنِ مجید تمام آسمانی کتب کے لیے ہے:

(الف) ترجمہ (ب) نگران (ج) تشریح (د) دیباچہ

(ii) کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود اور ان میں اختلاف و تنوع پتا دیتا ہے:

(الف) ٹیکنالوجی کا (ب) ترقی کا (ج) خالقِ حقیقی کا (د) قربِ قیامت کا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، اس عقیدے کو کہتے ہیں:

(الف) عقیدۂ تقدیر (ب) عقیدۂ آخرت (ج) عقیدۂ توحید (د) عقیدۂ ختمِ نبوت

(iv) مالِ غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ کہلاتا ہے:

(الف) عشر (ب) خمس (ج) صدقۂ فطر (د) جزیہ

(v) ریاستِ مدینہ میں دین کی تعلیم کے لیے جو درس گاہ قائم کی گئی اس کا نام تھا:

(الف) دارارقم (ب) دارالعلوم (ج) صفہ (د) دارالھجرۃ

(vi) انصارِ مدینہ کی اکثریت کا پیشہ تھا:

(الف) کان کنی (ب) زراعت (ج) ملازمت (د) ماہی گیری

(vii) حدیثِ مبارک کی روشنی میں دین نام ہے:

(الف) صبر کا (ب) خیرخواہی کا (ج) مشقت کا (د) محنت کا

(viii) حدیثِ مبارک میں بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو قرار دیا گیا:

(الف) سخی (ب) محسن (ج) مجاہد (د) صابر

(ix) حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں پر مشتمل کتاب کا نام ہے:

(الف) صحیفہ صادقہ (ب) صحیفہ صحیحہ (ج) صحیفہ جابر (د) صحیفہ سجادیہ

(x) حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی سے قحط سے محفوظ ہوا:

(الف) مصر (ب) عراق (ج) حجاز (د) شام

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(حصہ دوم)

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے پانچ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x5=10)

(i) آیاتِ احکام کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

(ii) صحاحِ ستہ میں سے دو کتب کے نام مع مؤلفین تحریر کریں۔

(iii) آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیمات میں سے دو تحریر کیجیے۔

(iv) روزے کے انسانی صحت پر کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

(v) قربانی کا فلسفہ بیان کریں۔

(vi) ریاستِ مدینہ کے تعلیمی نظام میں ہمارے لیے کیا راہ نمائی ہے؟

(vii) اسلام کے تصورِ جہاد اور دہشت گردی میں فرق واضح کریں۔

(viii) ارتکازِ دولت معاشی نظام میں بگاڑ کا سبب ہے، وضاحت کریں۔

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے پانچ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x5=10)

(i) رشوت ستانی کیسے دوسروں کے حقوق کو سلب کرتی ہے؟

(ii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ غیر مسلموں سے کس طرح کے معاشرتی تعلقات رکھتے تھے؟

(iii) آپ اپنے اساتذہ کرام کا کیسے احترام کرتے ہیں؟

(iv) وراثت کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

(v) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دو نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

(vi) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

(vii) قانون کی حکمرانی کیوں کر معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہے؟

(viii) کوئی سے دو مسلم سائنس دانوں اور ان کی کتابوں کے نام تحریر کریں۔

(حصہ سوم)

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کیجیے: (2+2=04)

(الف) نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ : اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

(ب) مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ.قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ:
يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ. فَيَسُبُّ أَبَاهُ. وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(د) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے:(16=08+08)

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔
(ii) زکوٰۃ کے احکام و مسائل اور معاشرتی اثرات پر نوٹ لکھیں۔
(iii) قرآن و سنّت کی روشنی میں نکاح و طلاق کے احکام و مسائل پر تفصیلی مضمون قلم بند کریں۔
(iv) "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بحث کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale